تاویل الاحادیث

از حضرت شاہ ولی اللہ

اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس نے صاف و روشن امر اور رشد و ہدایت کے ساتھ انبیاء کو مبعوث کیا اور ان کے سینوں میں اپنی ذات و اسماء کے معارف اور ایجاد کے اسرار کے خزانہ ہائے علم رکھے اور ان کی زبانوں سے وہ کہلوایا جس سے کہ وہ شخص کہ اس کی نظم فطرت عیوب شاعری سے پاک ہے، تہذیب حاصل کرے۔ اور جو حق کے انکار اور اس کی مخالفت پر مصر ہے اس پر حجت قائم ہو۔ پھر ان کے احوال کو قرب کے نشیبوں اور بلندیوں میں متصرف کیا اور ان پر اپنی قدرتوں اور حسابوں سے نادر و تائج ظاہر کئے۔ پس کتنی برکتیں بوجہ اس کی رحمت کے انہیں ڈھانپ لینے کے، جاری و ساری ہوئیں اور اس نے ان کی مدد کی۔ اور کتنی تکلیفیں اس نے ان پر کم کر دیں تاکہ جو کچھ وہ ان پر نازل اور وارد کرتا ہے، اس کے متعلق ان دلوں کو مضبوط کرے۔ اور کتنے معجزے تھے کہ ظاہر ہوئے تاکہ جسے اپنی بدبختی سے ہلاک ہونا ہے۔ وہ واضح دلیل سے ہلاک ہو اور جسے اپنی سعادت مندی سے زندگی پانا ہے، وہ واضح دلیل سے زندگی پائے۔ اور دشمنوں کے کتنے فریب تھے کہ کفر کے قلع قمع اور اس کے خلاف جہاد کے وقت انہیں ان کے سینوں پر لوٹایا۔ اور کتنے دشمن تھے کہ ان (انبیاء) کی قبول ہونے والی دعا نے انہیں توڑ کر رکھ دیا یہاں تک کہ ان کو ان کی قبروں اور لحدوں میں داخل کر دیا۔ اور کتنے رؤیائے کہ ان میں ان (انبیاء) کے لئے برزخ اور حشر کے اسرار اور جو کچھ انسان پر معاد میں وارد ہوتا ہے، وہ سب متمثل ہوئے۔ اور کتنے ہی واقعات تھے کہ ان میں ملکوت اور جبروت کے اسرار

متشکل ہوئے۔ پس انبیاء ان کی وجہ سے اس (اللہ) کی مراد پر مطلع ہوئے۔ اور اس (اللہ) نے ان واقعات میں سے ہر واقعہ میں ایک سر رکھا۔ اسے وہی جان سکتا ہے جسے اللہ اپنے بندوں میں سے، جنہیں اس نے تاویل احادیث کا علم دیا اور ان کے سینوں کو نئے وارد ہونے والے اور قدیم علم کے لئے کھول دیا، چنانچہ پس پاک ہے وہ ذات جو جتنا چاہے اور جسے چاہے، اپنے علم اور اپنے سامان سے عطا کرتا ہے، اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، میں اس کی گواہی دیتا ہوں، ایسی گواہی کہ اللہ کے بندوں پر اس کا جو حق ہے، وہ ادا ہو اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آدم اور ان کے بعد جو ہوئے روز حشر کو جب بڑی سخت مصیبت ہوگی، ان کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

اس کے بعد بندۂ ضعیف اپنے رب کریم کی رحمت کا محتاج احمد مدعو بہ ولی اللہ بن عبدالرحیم اللہ اس دنیا اور آخرت میں ان دونوں کے ساتھ ہو۔ کہتا ہے۔ یہ چشمے ہیں جو تاویل احادیث کے علم سے پھوٹے ہیں اور شاخیں ہیں جو تاویل احادیث کے درخت سے نکلی ہیں۔ جو انہیں جانے گا، انہیں غنیمت سمجھے گا اور جو ان کے رموز حل کرے گا اور ان کا انکشاف کرے گا۔ ان سے فائدہ اٹھائے گا۔ میں نے ان کا نام **تاویل الاحادیث** رکھا ہے تاکہ وہ اس دبیز پردے کے ذریعہ انکشاف کا عنوان بنے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، بہت زیادہ اور بہت اچھی تعریف جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ وہ شمار میں آتی ہے۔

مُقدمہ

تمہیں یہ معلوم رہے کہ اللہ تعالیٰ جب انسان کی زبان سے انسان پر علم نازل کرتا ہے تو علم کا یہ نزول اس کے مرتبۂ ذات سے انسانوں کی طرف تدلی اور تجلی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور یہ نزول مجاز اور کنایت کے طریقے پر نہیں ہوتا جو کہ عام علوم کا طریقہ ہے۔ بلکہ نزول علم کا یہ طریقہ "تجوزِ طبیعی"[1] کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ جب انسان کے حواس پر ایسی حالت کے علم کا جو اسے

---

[1] اس کی وضاحت ذرا آگے آتی ہے۔

عنقریب پیش آنے والی ہو، فیضان ہوتا ہے، تو اس کو افعال ارادی و غیر ارادی اور اجسام و حیوانات میں سے، جو کسی نہ کسی لحاظ سے اس فیضان ہونے والی اجمالی حالت سے مشابہ ہوتے ہیں، خواب دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کو اس امر کا فیضان ہوا کہ وہ بادشاہ بنے گا۔ تو یہ بادشاہت اس کو خواب میں تاج یا ہاتھی کی صورت میں تشکل پذیر ہوتی ہے۔ پس وہ دیکھتا ہے کہ ایک آنیوالا آیا اور اس نے اسے تاج دیا یا اسے اس نے ہاتھی پر سوار کرایا۔ اب تعبیر کرنے والا اس کی یوں تاویل کرے گا کہ اس خواب سے مراد بادشاہت کا حصول ہے اور تاج اور ہاتھی عبارت ہے بادشاہت سے اور ایک آنے والے کا آنا اور اسے اس کا تاج پہنانا اور ہاتھی پر سوار کرانا، اس کے معنی یہ ہیں کہ امر واقعہ قریب ہے۔ اور یہ کہ انسانی علوم میں سے جو کہ اس کے لئے جبلی ہیں، یہ ہے کہ ہر حادثے کا کوئی سبب ہوتا ہے۔ سو یقیناً اس خواب میں آنے والے کا آنا اور اس کا اسے تاج پہنانا اور ہاتھی پر سوار کرانا اس کے لئے ایک سبب کی شکل اختیار کر گیا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی ایسی اجمالی حقیقت کی طرف انتباہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ حس کے دائرے سے باہر ہوتی ہے تو وہ اس اجمالی حقیقت کا قصے یا کلام کے ذریعہ، جو مجموعی طور پر اس کے مشابہ ہوتا ہے جس کا کہ اللہ نے ارادہ کیا ہے، اسے انتباہ کرتا ہے جیسا کہ سونے وقت خواب کے ذریعہ بادشاہ بننے والے کو وہ چیزیں دکھائی گئیں۔ چنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ کی سربلندی اور عظمت کی تعبیر بادشاہوں کی رفعت شان اور شہر میں ان کے حکم کے چلنے سے کی جاتی ہے۔ اور اسی ذیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:۔ بَلْ یداہ مبسوطتان" (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں) اسی طرح دوسری آیات متشابہات ہیں جیسے کہ اللہ کا ہنسنا وغیرہ۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتانا چاہا کہ وہ فیاض ہے، تو فیاضی کی خواب میں جو صورت ہوتی ہے یعنی ہاتھوں کا کھلا ہونا، تو اس نے ہم سے اس کے متعلق کلام فرمایا اور جب اس نے ہمیں یہ بتانے کا ارادہ کیا کہ وہ آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے تو اس نے عالم مثال میں تدبیر کی صورت کی طرف نظر کی اور وہ بادشاہوں کی اپنی سلطنت میں بلندی و برتری ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے ہم سے اسی طرح کلام فرمایا۔ اس کے کلام کی بنیاد اس نوعیت کی نہیں ہوتی جس کا کہ ذکر علم البیان بھی کیا جاتا ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

"تجوز طبعی" سے میری مراد کسی حادثے، واقعہ متشکلہ یا کلامی کنائے کا اجمالی معنوی سترکے ذریعہ نقل کرنا ہے ان علاقوں کے ساتھ جن کا کہ طبیعت خواب میں خیال رکھتی ہے جب کہ اسے کوئی اجمالی علم حاصل ہوتا ہے اور وہ اسے ایک صورت دے دیتی ہے۔

تمہیں یہ معلوم رہے کہ کاملوں کے نفوس پر جو احوال وارد ہوتے ہیں اور عالم مثال میں جو واقعات مترتب ہوتے ہیں، تو یہ ان نفوس کی تکمیل کے لئے ہیں۔ پس ان کا حکم خواب کا ہے اسی طرح عالم میں وقوع پذیر ہونے والے سارے کے سارے حوادث خوابیں ہیں۔ اوران کے اصول اور اشباح وقالب ہوتے ہیں۔

اصولوں میں سے ایک یہ ہے :۔ اللہ کا اپنے بندوں کے بارے میں الہامات[1]، احالات[2] اور تقریبات کے ذریعہ تدبیر[3] کا ارادہ۔ پس رحموت نظام خیر کی طرف بالذات اور حادثہ کے وجود کی طرف بالطبع متوجہ ہوتا ہے اور وہ اس حادثے کے لئے اپنے بندوں کو الہام، احالہ اور تقریب کا فیضان کرتا ہے۔ پس وہ عادت کے طریقوں میں سے اسے چن لیتا ہے۔

---

[1] ۔[2] شاہ ولی اللہ صاحب حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ تدبیر الہی اس دنیا میں مختلف صورتوں میں تصرف کرتی ہے۔ انہی میں سے احالہ و تبدیلی اور الہام والقا بھی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب احالہ کی یہ مثال دیتے ہیں :۔

"اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم پر آگ کو خوشگوار ہوا اور ٹھنڈک سے تبدیل کر دیا۔" اور الہام و القاء کی یہ مثال دیتے ہیں :۔ "حضر کو خدا نے کشتی کو چیر ڈالنے، دیوار کو سیدھا اور ہموار بنانے اور لڑکے کو قتل کرنے کا الہام کیا۔ یا مثلاً یہ کہ انبیائے کرام پر کتابیں اور شریعتیں نازل فرمائیں اور الہام کی صورت دنیا میں کبھی اس طور پر رہی کہ کوئی شخص کسی امر میں مبتلا ہو گیا اور ضرورت اس کی داعی ہوئی کہ الہام کے ذریعہ اس کو اس ابتلاء سے نجات دی جائے۔ چنانچہ خود اسی کو الہام کیا گیا اور اس کی ضرورت پوری کر دی گئی۔

[3] عالم کے بارے میں اللہ تعالی کی تین صفات ہیں۔ ایک ابداع۔ یعنی عدم محض سے کسی چیز کو وجود میں لانا۔ دوسری تخلیق۔ یعنی ایک چیز سے دوسری چیز پیدا کرنا۔ (باقی حاشیہ ص پر)

جو اس وقت سب سے قریب چیز ہوتی ہے - چنانچہ خارجی واقعہ اس صورت میں جو ظہور کے قریب ہوتی ہے اور جس کا اسے الہام ہوتا ہے، تدریجاً ظاہر ہوتا ہے، اور طبائع اور نفوس کا اس صورت کو قبول کرنا ان کی استعداد کے مطابق ہوتا ہے، یہ واقعہ جو ظہور پذیر ہوتا ہے، وہ شبح و قالب اور خواب ہے اور وہ تدبیر اصل اور خواب کی تعبیر ہے -

اس کی مثال یہ ہے :- اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ زمین میں خلیفہ بنائے - چنانچہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور انہیں ایک مثالی حقیقت نے احاطہ کر لیا، جسے جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے - پس اُن سے اہل جنت کا سا معاملہ کیا گیا[1] اور ان کے زمین میں خلیفہ ہونے کا دروازہ بند ہو گیا ہے[2] پس آدم علیہ السلام کو ان کے لوحِ نفس کی صفائی کے مطابق متنبہ کرنے کے سلسلے میں تقریبات کا ظہور ہوا کہ درخت (کا پھل) کھانا ان پر حرام ہے - کیونکہ وہ انہیں جنت سے نکالے جانے کا سبب بنے گا - چنانچہ آدم علیہ السلام کے لئے یہ انتباہ واجب کرنے والی وحی بن گیا -

---

(بقیہ حاشیہ) اور تیسری تدبیر - یعنی علم خداوندی میں جو مصالح ہیں، ان کے مطابق حوادث کا رونما ہونا - ماخوذ از حجۃ اللہ البالغہ -

[1] مطلب یہ ہے کہ اگر چہ آدم علیہ السلام ارضی یعنی زمین سے تعلق رکھنے والے تھے لیکن اپنے کمال کی وجہ سے انہوں نے اُخروی بدن حاصل کر لیا، چنانچہ انہیں جنت میں سکونت دی گئی - پس اس طرح وہ مثالی جسم سے مشابہ ہو گئے - (تفہیمات ج ۲ ص۱۱۸)

[2] کیونکہ کسی بھی مثالی جسم کے لئے زمین میں قرار نہیں اور آدم تو مثالی جسم ہو گئے تھے اور زمین میں قرار اسے ہوتا ہے جو "صاحب تخلیط" یعنی اس میں مثالی اور ارضی دونوں حیثیتیں مخلوط ہوں اور یہ عام حق ہے، اور جب آدم نے اس کی تمنا کی یعنی انہیں اس کا ذوقاً علم ہوا شیطان نے اس میں مداخلت کی - پس "تخلیط" معصیت کی صورت میں ان کے لئے متمثل ہوئی - چنانچہ ان کے سینے سے یہ نکلا کہ اگر معصیت نہ ہوگی تو انہیں زمین میں قرار نہیں حاصل ہوگا -

(تفہیمات ج ۲ ص۱۱۹)

اور شیطان اپنی شتری حقیقت کی بنا پر آدم علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی استعداد رکھتا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کی طبیعت اس درخت (کے پھل) کو کھانے کی سچی صلاحیت رکھتی تھی۔ پس انہوں نے اسے کھایا پس ان پر عتاب ہوا اور وہ جنت سے نکالے گئے۔ یہ سب خواب اور رؤیا ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے، :۔ اس سے اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ وہ زمین میں خلیفہ ہوں اور اپنے نوعی کمال کو پہنچیں، باقی انہیں درخت (کا پھل) کھانے سے منع کرنا، پھر شیطان کا وسوسہ ڈالنا، بعد ازاں ان پر عتاب ہونا اور انہیں جنت سے نکالا جانا، تو یہ سب ان کے عالم مثال سے اس عالم ناسوت میں تدریجاً نکالے جانے کے لئے تقریب کی صورت ہے۔

اور اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک نفس اپنی اصلی فطرت کے اعتبار سے کمال کی استعداد رکھتا ہے، جیسے کہ اسے ستر الہی کا متنبہ ہونا یا اس کا ملاء اعلیٰ سے اتصال دائم ہونا، یا اللہ کی رنگ میں رنگا جانا۔ پس اس نفس کے لئے اپنے اعلیٰ مقام تک پہنچنے اور اپنے کمال کے ظہور کے لئے ایک معلوم و معین نظام ہوگا۔ اور طبیعت اور رسوم کی وجہ سے اس نفس کی لغزشیں ہوں گی یا وہ بدن کی کدورتوں سے ملوث ہوگا۔ اور نفس کی یہ لغزشیں بدن کی ان کدورتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں چنانچہ ملاء اعلیٰ سے اس کا یہ اتصال، اللہ کے رنگ میں رنگا جانا اور بعض اوقات مادیات سے نکل جانا اس کے حواس میں یا عالم مثال میں ایک واقعہ کی صورت میں مترقب ہوتا ہے۔ اور اس کی تعبیر ان امور میں سے کوئی ایک امر ہوتا ہے،

اس کی مثال یہ ہے :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ابتدائے فطرت میں ملکوت سے متصل، ملاء اعلیٰ سے مشابہ اور کدورتوں سے پاک تھے۔ چنانچہ وہ اپنی فطرت کو برابر مکمل کرتے گئے۔ پس کبھی وہ "شق الصدر" کی صورت میں ظاہر ہوئے اور کبھی وہ جبرئیل کے کلام کی صورت میں جب کہ وہ (جبرئیل) آسمان اور زمین کے مابین بیٹھا ہوا ہوتا تھا۔ اور کبھی ان کو باقی تمام لوگوں کے مقابلہ میں تولا جاتا اور ان کا پلڑا بھاری ہوتا اور کبھی وہ معراج کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

---

۵۶ اشارہ ہے بخاری کی ایک حدیث کی طرف

اسی طرح ابراہیم علیہ السلام فطرت کے اعتبار سے قوی النفس تھے۔ پس جب ان کی فطرت مکمل ہوگئی، ان کی خلقت یعنی فطرت کا ایک حادثے کی صورت میں ظہور ہوا اور وہ تھا ان کا ستاروں، چاند اور سورج کی طرف دیکھنا اور ان کے غروب ہونے سے یہ استدلال کرنا کہ یہ سب وہ نہیں، جس نے ان (حضرت ابراہیمؑ) کو پیدا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک غیرت مند کی غیرت کا اظہار کسی واقعہ ہی کے ضمن میں ہوتا ہے، پس خلق تو اصل ہے اور حادثہ اس کا شبح و قالب ہے۔

اور ان میں سے یہ بھی ہے :- نفوس کی استعداد کے اعتبار سے حق کی زبانوں کا آپس میں مختلف ہونا۔ پس کبھی تو نفس خاص زبان سے سنتا ہے اور کبھی عام زبان سے۔ اور کبھی جب کہ رحمت ایک حالت کا ارادہ کرتا ہے اور کبھی جب کہ وہ دوسری حالت کا ارادہ کرتا ہے تو سننے والے کا نفس کبھی ایک حالت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور کبھی دوسری حالت کے رنگ میں۔ پس سننے والا ہر ایک حالت میں وہی سنتا ہے، جو اس حالت کے مناسب ہوتا ہے، چنانچہ وہ اس سر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ نفس کے قوت سے فعل میں آنے کے لئے واقعہ، امر و نہی، مواخذہ، معاتبہ (عتاب)، نسخ، افتداء (فدیہ) اور عفو ہے۔

اس کی مثال یہ ہے :- معراج میں پچاس نمازوں کا واجب کرنا۔ اللہ کا ایک اور جگہ ارشاد "ما یبدل القول لدی" (میرے ہاں بات نہیں تبدیل ہوتی) یہ پانچ نمازیں ہیں اور یہ پچاس نمازیں۔ پس پچاس تجوز کی زبان ہے اور پانچ حقیقت کی۔ اور دونوں حالتوں میں مراد ایک ہی چیز ہے، لیکن اللہ نے کسی حکمت کے ماتحت جو اسے منظور تھی ابتدا میں حقیقت کو چھپایا۔

اور اس کی ایک مثال یہ بھی ہے :- یونس علیہ السلام نے اپنی پوری ہمت سے اپنی قوم کی ہلاکت چاہی۔ اور خدائی لعنت فاسد ہیئت کے محل تک نہ پہنچی۔ پس جب وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے مناجات کی، تو انہیں اس ہیئت کا انتباہ ہوا، جیسے کہ ہم میں سے کوئی خواب دیکھے اور اس کے لئے پھلوں اور برتنوں وغیرہ کے خراب ہونے کے قصے کی صورت میں خطاب متمثل ہو۔ اس کے بعد یونس علیہ السلام کو

ہوش آیا اور انہوں نے جانا کہ اس سے مراد انہیں اس ہیئت کے بارے میں انتباہ کرنا ہے۔ جیسے کہ سوتے میں ایک آدمی کے اعضاء میں سے کسی عضو کو سردی لگ رہی ہو تو وہ خواب میں یوں خیال کرتا ہے کہ وہ دریا میں غرق ہو گیا۔ یا برف اور بارش اس پر پڑ رہی ہے۔ اور بارش اس پر پڑ رہی ہے اور جس پر قوت غضبیہ غالب آجائے اور اسے قوت ملکیہ کا مقابلہ کرنے کا انتباہ ہو تو وہ خواب میں یوں خیال کرتا ہے گویا کہ شیر اس پر حملہ کر رہا ہے۔ پس یہ سب اس کے نفس کی ہیئتوں کے لئے جو اس شخص کے اندر راسخ ہیں اور یہ ہیئتیں طبیعتوں کی صوری نقل ہیں، انتباہات ہیں۔ اور یونس علیہ السلام کو ان ہیئتوں کے ذریعہ مخاطب کیا گیا تاکہ وہ ایک مثال بنے جو کہ بیان کی جائے نہ کہ وہ ایک ناموس کلی ہو۔

اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ جب کسی تدبیر کے سلسلے میں خرق عادت کا اظہار کرتا ہے تو یہ خرق عادت کسی نہ کسی عادت ہی کے ضمن میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ خواہ وہ عادت ضعیف ہی ہو۔ جیسا کہ ایک شخص معمولی طور پر بیمار ہوتا ہے۔ اور جب اسے ایک طبیعی حکیم دیکھتا ہے، تو وہ اس کی زیادہ پروا نہیں کرتا اور اسے خیال نہیں ہوتا کہ وہ مر جائے گا۔ لیکن اس بیماری کے ضمن میں اللہ کی قضا ظاہر ہوتی ہے اور وہ شخص مر جاتا ہے۔ پس خوارقِ عادت کے ضعیف اسباب ہوتے ہیں اور یہ خوارق گویا اللہ تعالیٰ کی قضا کے نفاذ ہی کے لئے وجود میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب ارضی کا جو اہتمام کیا جاتا ہے تو وہ اس لئے کہ خرق عادت عام نہ ہو جائے۔ قرآن اور سنت میں ایسے اشارات ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو قصہ ہے، تو اس میں اشارہ اور معنی ہے۔ جسے عارف بالکل ہر منصف عقل مند جان لیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لئے ایک خاص زمین میں مرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے اس زمین کی طرف جانے کی کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس بندے کے لئے حاجت کا پیدا کرنا اقبالِ الٰہی کے نظام کی رعایت کے لئے ہے" تاکہ یہ نظام نہ ٹوٹے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر حادثے کے بارے میں اس کی تعبیر، اس کے شبح و قالب

کی وجہ خصوصیت، اور ہر خرق عادت میں اس کے ضعیف اسباب کی طرف اشارہ کریں گے بس تم ہمارے اشارات کا انتظار کرو اور ہمارے قصے کے ذکر کرنے کے ضمن میں ان اشارات کی تاک میں رہو۔

تاویل الاحادیث آدم وادریسؑ

ارواحِ سیارات کی قوتیں زمین کے ایک طرف جمع ہوئیں اور امام نوع انسان[۶] نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ عالم ناسوت[۸] میں ظاہر ہو۔ اور عناصر میں اعتدال ہوا۔ اور ان میں اچھی بدلیو پیدا ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان امور کے پیش نظر زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نوع کا کمہ اس میں وسیع ارتفاقات[۹] اور اخلاق کاملہ ہوں اور اس میں قوت ملکیت اور قوت بہیمیت دونوں جمع ہوں۔

---

۶ شاہ ولی اللہ کے نزدیک عالم شخص واحد ہے۔ وہ برابر اپنے حالات کے لحاظ سے تبدیل ہوتا رہتا ہے اور ہمیشہ کیفیت کے اعتبار سے حرکت کرتا رہتا ہے۔ شاہ صاحب کی اصطلاح میں اسے شخص اکبر کہا جاتا ہے اور اس کے تحت ائمہ انواع ہیں، جو اس کے اندر مندرج ہیں، جیسا کہ ائمہ انواع میں سے ایک امام نوع انسان ہے اور یہ سب مثالی صورتیں ہیں۔

۸ ناسوت سے مراد یہ مشاہدے میں آنے والا اور محسوس عالم ہے۔ اصفیاء کے نزدیک موجودات کے یہ چار طبقات ہیں:۔ لاہوت - جبروت - رحموت اور ناسوت اور حکماء کے نزدیک ان کے نام یہ ہیں:۔ انیت اولیٰ - عقل - نفس اور ھیولیٰ۔

۹ ارتفاقات سے مراد اجتماعی ادارے ہیں۔ وہ ادارے جن کو انسان زندگی گزارنے کے لئے تشکیل کرتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ ارتفاقات کی بحث میں لکھتے ہیں:۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر انسان کھانے پینے، جماع و مباشرت، (باقی اگلے صفحہ پر)

چنانچہ دونوں سے الٰہی حالات جیسے کہ احسان اور محبت ہیں، پیدا ہوں۔ اور یہ خلیفہ اس کا مستحق ہو کہ اس پر اس کے اوپر سے شرع واجب کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ بذاتہ عالم ہو جائے۔ اور رحموت کا ایک صحیفہ ہو جو عالم کے تمام کے تمام حقائق پر اجمالاً محیط ہے۔ پھر فرشتے ہیں کہ جو قوت پذیر ہونے والا ہوتا ہے، اس کے بارے میں وہ الہام کے مستحق ہیں۔ اور وہ عنصری ہیں اور کارندے ہیں جو اللہ کے الہام سے عناصر میں کام کرتے ہیں۔ پس ان فرشتوں کو یہ الہام ہوا کہ اللہ خلیفہ پیدا کرنے والا ہے۔ جس میں یہ بات ہوگی۔ بے شک وہ خون بہائے گا اور زمین میں فساد کرے گا۔ پس اس پر لعنت کی جائے گی اور دنیا اور آخرت میں اس کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ فرشتوں پر ایسے خلیفہ پیدا کرنے کی حکمت مشتبہ ہوگئی کیونکہ وہ اتنا ہی جانتے تھے جتنا ان کو الہام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ان کے بارے میں اللہ کی حکمت اور اس کی عنایت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ وہ انہیں سکھائے جو وہ نہیں جانتے تھے۔

اولاً اللہ نے الہام اجمالی کے ذریعہ سکھایا کہ اللہ کی حکمتیں ہیں۔ جنہیں وہ نہیں جانتے اور ثانیاً تفصیلی واقعہ کے ذریعہ بتایا جو اس حکمت کی شرح ہے۔ پس اللہ کے اذن اور اس کے ارادے سے اس (آدم) کے لئے معتدل مادہ جمع ہو گیا۔ گویا کہ وہ مادہ اپنے طبقات کے اختلاف کے باوجود ساری کی ساری زمینیں ہیں یقیناً معتدل سے اگر کوئی گرم چیز ملے تو وہ گرم ہو جاتا ہے۔ یا سرد چیز ملے تو سرد ہو جاتا ہے۔ اور معتدل

(بقیہ حاشیہ) دھوپ اور بارش سے حفاظت اور سردی سے بچنے کی غرض سے گرمی پیدا کرنے کے اسباب تلاش کرنے وغیرہ میں اپنے ابنائے جنس کا ہمنوا ہے۔ اور انسان کے حال پر اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عنایت ہے کہ اس نے ان ضروریات کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے اس کی صورت نوعیہ کے اقتضا کے مطابق اس کو الہامات طبیعتہ سے نوازا ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی احتیاجات کی تحصیل اور اس کے لئے مفید تدابیر سوچنے اور احتیاجات معاشرت میں سہولت و آسانی پیدا کرنے کے لئے خصوصی الہامات سے نوازا ہے۔"

ارتفاقات کا وجود انہی سے ترتیب پاتا ہے۔ (مترجم)

اپنی قوت سے تمام طبقات کے قریب ہوتا ہے۔ اس معتدل کا خمیر اٹھا اور وہ اس شے کی طرح ہوگیا جس میں تعفن اور بدبو پیدا ہوگئی ہو۔ پس اس میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں، لیکن اس کا تعفن روحانیات میں سے ایک زبردست قوت کے ٹکراؤ کی وجہ سے روحانی تھا، گندگی کا نہ تھا۔ جیسے کہ عورت کے پیٹ میں منی کا تعفن ہوتا ہے۔ کہ اللہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ پس وہ زندہ ہو جاتی ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس (آدم) کو وجود میں لانے سے مقصود نوع کو پیدا کرنا تھا۔ اس لئے اس کی شخصیت پوری نوع کے حکم پر اس طرح حاوی ہوگئی گویا کہ وہ خود نوع ہے۔ اور اس کے اصل جوہر میں اس سر کا انتباہ آگیا۔ اور چونکہ وہ روحانیات کی ہمتوں کے اجتماع سے تھا۔ اس لئے اس کی روح میں روحانیات کا حکم آگیا پس چونکہ آدم کا اپنے رب سے نیا نیا معاملہ تھا۔ اور اس کے اندر عناصر اور اخلاط کا نظام ابھی مضبوط نہیں ہوا تھا، کچھ عرصے کے لئے اس ضرورت کے تحت اس کے ساتھ اہل جنت کا سلوک کیا گیا۔ پھر وہ تقریب بہم کی گئی کہ آدم خالصاً اس کا ہو جائے، جس کے لئے اس کی تخلیق عمل میں آئی ہے اور اس میں اس کی جبلت کے احکام ظاہر ہوں۔ بے شک اس میں فرشتوں سے مناسبت رکھنے والی روحانیت بھی رکھی گئی کہ اس کی وجہ سے وہ الہام کا مستحق ہو اور بہیمیت کی روحانیت بھی کہ غذا کی فراوانی سے جو گندے حالات پیدا ہوتے ہیں، ان سے تعلق رکھ سکے۔ پس جب اس میں فرشتوں کی روحانیت اور بہیمیت کی روحانیت جمع ہوگئی تو اس کی عقل باقی تمام حیوانوں کی عقل سے بڑھ کر ہوئی۔ اس نے عقل کو شہوت، غضب اور حاجتوں میں لگایا۔ اور اسے عجیب عجیب ارتفاقات الہام کئے گئے۔ نیز صنعتوں کے استنباط کے طریقے الہام کئے گئے۔ وہ حالتِ ملکیت میں داخل ہوا۔ اسے عبادت اور پاکیزگی کی مختلف انواع الہام کی گئیں۔ پس اس نے ان سب میں اپنی اولاد کے لئے عجیب عجیب طریقے وضع کئے۔ چنانچہ اسے ان تین اصول کے مطابق واقعات پیش آئے۔

ان میں سے ایک یہ کہ عنصری اور کارندے ملائکہ کو حکم ہوا کہ وہ بنفسہ آدم کو سجدہ

کریں اور ملاءِ اعلیٰ کے ملائکہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے اشباح اور قالبوں سے انہیں سجدہ کریں تو وہ سب سجدہ کرنے والوں کی صورت میں تمثل پذیر ہو گئے جیسے کہ جبرئیل ایک اعرابی کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان، اسلام اور احسان کے بارے میں سوال کرتے ہوئے متمثل ہوئے تھے۔ اور جبرئیل کا آپ سے سوال کرنا انکشاف کے طور پر نہ تھا اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس جبرئیل تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے غرض تمام کے تمام فرشتوں نے اس تفصیل کے ساتھ آدم کو سجدہ کیا

مختصراً فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا ایک دقیق راز کا حامل ہے، اور وہ یہ کہ بنی آدم کے جو فرشتے کام کرتے ہیں، تو وہ اس طرح بے شک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ بنی آدم کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کے بارے میں باہم ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں پس آدم اور اس کی اولاد فرشتوں کی عبادات کا قبلہ ہیں چنانچہ یہ راز ایک واقعہ کی صورت میں متمثل ہوا اور فرشتوں پر سجدہ واجب کرنے کی وحی ہوئی۔ اور ان میں ابلیس بھی تھا اس کی دراصل جبلت ہی میں حسد، جھگڑالوپن اور تکبر تھا۔ لیکن اس وقت تک اسے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا کہ اس کی ان بری خصلتوں کا اس کے ذریعہ اظہار ہوتا۔ اور اس کی اصل جبلت میں حقیقت شری اور خزانہ شر کی طرف راہ تھی لیکن اس پر فرشتوں کا اثر غالب آگیا تھا اور وہ ان کی صفوں میں داخل ہو گیا تھا۔

چنانچہ جب اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے اللہ کی نافرمانی کی پس اللہ نے اس پر بڑی لعنت کی اور اس کی خطائے اسے گھیر لیا۔ اور وہ اس طرح ہو گیا گویا کہ وہ مسخ شدہ ہے اور وہ سر تا سر شر کا ہو گیا۔

اور ان میں سے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کا ارواح کی قوتوں اور ملاءِ اعلیٰ کے تخیلات نے احاطہ کر لیا۔ اور عرش کا تخیل ان کی طرف متوجہ ہوا، پس وہ جنت میں داخل ہو گئے حالانکہ وہ زمین میں اپنی جگہ پر تھے اور ان پر جنت کے احکام کا اجرا بھی ہو گیا۔ آدم میں شہوانی طبیعت تھی چنانچہ انہیں اپنی جنس کی مادہ کی طرف قوی اشتیاق ہوا۔ اور بڑی سرعت سے مادہ کی صورت ان کے تخیل میں آ گئی پس یہ مادہ (حضرت حوا) ان کے تخیل سے وجود میں آ ئی۔

پھر اللہ نے ایسی تقریب بہم کی کہ وہ خالصاً اسی کے ہو جائیں، جس کے لئے اللہ نے انہیں پیدا کیا تھا۔ پس اللہ نے شہوانی اور حرص کی طبیعت کو کہا کہ تمہیں خزانہ بشر نے جو الہام کیا ہے، اسے حرکت میں لا، اور اس نے ایسا ہی کہا۔ پس یہاں اسے اشتباہ، علم حق کو باطل سے گڈ مڈ کرنا اور دل کی سختی جو حق کے ادراک میں جیسے کہ وہ ہے مانع ہوتی ہے، ملی۔ پس حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس عنایت کی زبان سے، جو اس وقت کے لئے مختص تھی، جب کہ وہ ابھی جنت میں نہیں تھے، حکم دیا گیا تھا کہ درخت (کے پھل) کا کھانا ان کے لئے ممنوع ہے۔ اور وہ انہیں جنت سے نکالے جانے کا باعث ہوگا۔ اور ان کو تکلیف بھوک اور پیاس تک پہنچائے گا۔ اس کے علاوہ ان کو ایک اور علم حق کا بھی الہام ہوا تھا کہ ان کا اس درخت (کے پھل) کو کھانا دوام اور ہمیشگی یعنی ان کی نوع کے بقا، اللہ تعالےٰ کے امر اور اس کے ارادے کے ظہور کا سبب ہوگا۔

پس یہ دونوں علم طبیعت پر نازل ہوئے اور آدم علیہ السلام پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ اور وہ حیران و متردد ہوئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس حیرانی اور تردد کو نسیان (یعنی آدم بھول گئے تھے) کے کنائے میں بیان کیا ہے پھر ان کے سینے میں شہوانی خواہش ابھری۔ پس انہوں نے درخت (کے پھل) کو کھا لیا۔ یہ علم حق تھا جو باطل سے مخلوط ہو گیا۔ اور یہ وہ سختی تھی جو حق کے ادراک میں مانع آئی اور یہ تھا الہام کا صحیح طرح ظاہر نہ ہونا۔ پس آدم علیہ السلام نے یہ گمان کیا تھا کہ انہیں جو خلد یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا الہام کیا گیا ہے، تو اس کا مطلب جنت میں رہنا ہے۔ اس علم کا باطل سے مخلوط ہونا شیطانی وسوسہ تھا۔ نیز یہ تقریب تھی اللہ تعالیٰ کا ازل میں جو ارادہ تھا۔ اس کے پورا ہونے کی۔ چنانچہ آدم میں طبیعی احکام کا ظہور ہوا۔ عناصر اور اخلاط کا نظام ان پر غالب آیا اور ان سے جنتیں زائل ہو گئیں۔ عنایت ملکی ان سے پوشیدہ ہو گئی اور عنایت طبعی کا ظہور ہوا۔ پھر آدم علیہ السلام سے کہا گیا جب تمہاری اولاد پر طبیعت غالب آئے گی اور وہ الہام حق کے لئے آمادہ نہ رہیں گے تو اللہ کی بخشش اور اس کی حکمت کے تحت یہ واجب کر دیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے انہی میں سے رسول بھیجے۔

پس جس نے ہدایت کی پیروی کی پس نہ تو ان کے لئے خوف ہے اور نہ وہ غم کریں اور جس نے کفر کیا، پس وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد آدم پر شدید عتاب ہوا۔

اس کا راز ہے روح ملکی اور طبیعت کا باہمی اختلاف اور ہر لحاظ سے روح ملکی کا طبیعت کا احاطہ کرنا پھر اللہ کی طرف بڑی التجا کرنا۔ پس طبیعت کے احکام روحانیہ کی طرف ہدایت پانا۔ گویا کہ اس وقت طبیعت اور روح سب نے اسی کا حکم دیا تھا۔ اس کی مثال سالک کی ہے کہ وہ اللہ کی طرف تجرد اختیار کرتا ہے۔ اور وہ اونچا ہوتا ہے۔ پھر وہ حق کے ساتھ خلقت میں راہ ہدایت پر چلتا ہے۔ اور نیچے گرتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اس پر ایک وقت میں جب روح طبیعت کی کدورتوں سے پاک تھی فیضان ہوا۔

ارتفاقات کے علم کا، ان حاجات کا جو بنی نوع انسان کو پیش آتی ہیں، ان آلات کا جن سے انسان کام لیتا ہے، آوازوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے علم کا اور اس علم کا کہ ہر شے کے لئے کیا لفظ ہو۔ پس اس نے حقیقت کو دیکھا کہ وہ ہر شے کی طرف ملتفت ہے۔ اللہ نے وہ سب اشیاء جیسا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو خیال میں بتائی تھی، عالم مثال میں اس کے لئے ظاہر کردیں پھر اللہ نے فرشتوں سے ان اشیاء ان کے ناموں اور ان سے کام لینے کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا۔ پس وہ نہیں جانتے تھے کیونکہ ان کی جبلت میں شہوت، غضب اور حاجات میں جانے والی عقل سے ان چیزوں کے استنباط کرنے کی استعداد نہیں تھی۔ چنانچہ اس طرح زمین میں آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کی حکمت ظاہر ہوئی اور فرشتے جن چیزوں سے ناواقف تھے، انہیں ان کی تعلیم دے کر نعمت کا اتمام ہوا۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنوں میں سے ایک دن آدم علیہ السلام کو سب طرف سے فراغت پانے کے بعد اس کا علم ہوا کہ وہ سب انسانوں کی وہ اپنی مختلف استعداد کی بنا پر صالح ہوں یا غیر صالح، نشوونما کے مصدر اور منبع ہیں چنانچہ ان سب کی صورتوں کا آدم علیہ السلام کی تکمیل ذات اور خود ان انسانوں کے مثالی وجود کے وقوع پذیر ہونے کی وضاحت کے لئے عالم مثال میں فیضان کیا گیا۔ اور اللہ نے ان سے سوال کیا۔ الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) تو ان کا جواب تھا۔ "قالوا بلی" (انہوں نے کہا۔ ہاں بے شک)

انہوں نے یہ جواب فطرت کی زبان سے دیا تھا۔ قبل اس کے کہ طبیعت کی ملاوٹ سے ان میں کلفت ہوتی۔ چنانچہ انسانوں کا اس واقعہ کی وجہ سے مواخذہ ہوگا اور وہ اس لئے کہ یہ ان کی اصل فطرت کو ظاہر کرتا ہے۔ پس یہ واقعہ فطرت کی ایک صورت ہے جیسے کہ ایک شئے جو خواب میں دیکھی جاتی ہے، وہ اس شئے کی صورت ہوتی ہے۔ ملاء اعلیٰ کے مدارک میں اور پھر بنی آدم کے معارک میں جو علوم نازل ہوئے ہیں، ان میں یہ مواخذہ فطرت کی طرف منسوب کیا گیا۔

اور ان ہی سے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ارتفاقِ[لہ] اول میں سے کچھ کرنے کا الہام ہوا۔ پس اس نے کاشت کرنا، فصل کاٹنا اور اس کا سمیٹنا، حیوانوں کو مسخر کرنا اور کھانوں کا پکانا شروع کر دیا۔ اس نے زبان کا استنباط کیا اور کلام کے اسلوب وغیرہ کی طرف اس کی رہنمائی ہوئی۔ اس نے نسل و تناسل کا اہتمام کیا۔ اور عبادات کے طریقے وضع کئے ابتدائے امر میں ادریس علیہ السلام آدم علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے اور وہ وہی اور جبلی علوم انسانی میں انہیں کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ اور اس وقت ان کا کمال سب سے ہٹ کر صورت انسانیہ کے احکام کی طرف ہو جاتا تھا۔ پھر انہوں نے اس درجے سے حکمت انسلاخیہ کی طرف ترقی کی اور وہ اس وجود کے احکام کے جو موجودات کی صورتوں اور شخصوں پر پھیلا ہوا ہے، ہو گئے۔ پھر انہوں نے نقطہ لاہوت کی طرف ترقی کی پھر وہ طبیعی، الہیاتی، ستاروں، طب اور ارتفاقات کے علوم کی طرف آئے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ ہاتھ سے اور وہم و خیال سے کام لینے والے تھے۔ پس ان سے بہت سے علوم کا ظہور ہوا اور ان علوم میں عنایت الٰہی بروئے کار آئی۔ چنانچہ وہ

لہ ارتفاق اول کی پہلی چیز زبان ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتا ہے۔ اسی میں کھیتی باڑی کرنا، درختوں کا لگانا، کنوئیں کھودنا، کھانا پکانا اور نان و خورش کی مختلف کیفیات بھی ہیں۔ اسی میں سے زن منکوحہ کی تعیین بھی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ)

زمانوں کے بدلنے اور رنگوں کے تغیر و تبدل کے باوجود محفوظ رہے جب کبھی ایک زمانے کے لوگ ختم ہو جاتے تو ان کی جگہ دوسرے لوگ لے لیتے اور جب کبھی ایک رنگ خراب ہوتا دوسرا رنگ آموجود ہوتا۔ پھر ان علوم کو برکت دی گئی۔ پس مجوسی اور حنیفی ملت وجود میں آئی اور طب، دعوت وارشاد اور ستاروں کے علوم مرتب ہوئے۔ اور اس وقت یہ سب علوم برحق تھے۔ اگرچہ آج ان میں حق کے ساتھ باطل اور ثابت و اصل کے ساتھ تحریف شدہ ملا ہوا ہے۔ پھر ادریس علیہ السلام نے اور ترقی کی۔ پس وہ طبیعت کو قابو میں کر کے اور اس کے اقتضا سے نکل کر ہیبت ملکیہ کے فالصاً ہو گئے۔ اور جنت نے ان کا احاطہ کر لیا اور وہ بلند مرتبہ پر پہنچ گئے۔ (مسلسل)

تاویل الاحادیث (عربی)

شاہ ولی اللہ صاحب اپنی اس تصنیف کا ذکر اپنے رسالے الفوز الکبیر میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "من العلوم الوهبية فی علم التفسیر التی اشرنا الیها تاویل قصص الانبیاء علیهم السلام و للفقیر فی هذا الفن رسالة مسماة بتاویل الاحادیث والمراد من التاویل - هو أن یکون لکل قصة وقعت مبدأ من استعداد الرسول وقومه ومن التدبیر الذی اراد الله سبحانه وتعالیٰ فی ذلک الوقت" اس کتاب کی اہمیت اسی عبارت سے واضح ہوتی ہے

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے بڑی عرق ریزی سے اس کتاب کی تصحیح کی اس پر حاشیے لکھے اس میں مندرجہ احادیث کی تخریج کی اور اس کے شروع میں ان کا مبسوط مقدمہ ہے۔

قیمت :- ۳ روپے

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد